43

حسن ظنی میں ترقی کا راز

(فرمودہ ۳۰ر نومبر ۱۹۲۳ء)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

دنیا میں بعض باتیں بہت چھوٹی سمجھی جاتی ہیں لیکن عمل میں وہ بڑی ہوتی ہیں۔ بعض بہت چھوٹے اصل ہیں ان کو جب بیان کیا جاتا ہے تو سننے والے کے دل پر بوجہ ان کی اہمیت کا خیال نہ ہونے کے یا روز سننے کے ذہن سے ان کی وقعت نکل جاتی ہے یا سننے والا اس سے واقف نہیں ہوتا اس لئے اس کا ایسا چھوٹا اور خفیف اثر ہوتا ہے گویا ایک ادنیٰ بات سنائی گئی۔ لوگوں کے قلوب اس کے تاثر سے انکار کر دیتے ہیں اور دراں حالیکہ اگر غور سے دیکھیں تو دنیا کے کارخانے ہی اس پر چل رہے ہوتے ہیں۔ اگر ان کو چھوڑ دیا جائے تو دنیا میں ہلاکت آجاتی ہے۔ ان چھوٹے اصول میں سے جو دراصل بڑے ہیں ایک اصل پر دوستوں کو توجہ دلاتا ہوں' جس پر گو پہلے بھی کئی دفعہ توجہ دلا چکا ہوں۔ مگر میں افسوس سے کہتا ہوں کہ اسے سستی یا غفلت یا امور مہمہ میں غور نہ کرنے کی عادت کہنا چاہیئے جس کی وجہ سے اس پر غور نہیں کی گئی۔ دنیا کا امن اسی پر منحصر ہے اس کو مدنظر رکھنے سے دنیا میں امن ہوتا ہے لیکن بوجہ اس کے کہ اس بات کو لوگوں نے اخلاق میں داخل کیا ہوا ہے۔ اس لئے لوگ اس کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ بلکہ الٹا اس خلق کو تباہی کا موجب سمجھتے ہیں۔ حالانکہ یہ بات تباہی کا موجب نہیں ترقی کا موجب ہے۔ دنیا کے امن کا کارخانہ اس سے چلتا ہے وہ کونسی بات ہے جو اس قدر اہم ہے وہ حسن ظن ہے جس قدر حسن ظن سے تمسخر کیا جاتا ہے۔ کسی اور بات سے نہیں کیا جاتا۔ دنیا میں کوئی شخص نہیں جو قتل و غارت کو ترجیح دیتا ہو۔ قاتلوں کو بھی یہ کہتا سن سکتے ہو کہ قتل بری چیز ہے۔ دوسروں کا مال کھانا برا سمجھا جاتا ہے۔ مگر کئی ہوں گے جو خود خائن ہوں گے مگر خیانت کی مذمت کریں گے۔ بہت ہوں گے جو جھوٹ بولنے کو برا کہیں گے مگر ان میں سے کئی جھوٹ بولتے ہوں گے۔ لیکن اس کے مقابلہ میں حسن ظنی ایک ایسی چیز ہے جو اچھی ہے مگر اکثر لوگوں کو اس کے خلاف کہتے سنو گے حالانکہ ان میں سے اکثر ہوں گے جو حسن ظن پر عمل کر رہے

ہوں گے اور ان کے لئے بد ظنی کرنے کی کوئی وجہ نہ ہوگی مگر باوجود اس کے وہ حسن ظنی کی شکایت کریں گے۔ اور اسی وقت کسی نہ کسی وقت میں وہ مجبور ہوں گے کہ حسن ظن کریں۔

تو جس قدر بے دردی سے اس خلق کو پامال کیا گیا ہے اور کوئی نہیں۔ حالانکہ میں سمجھتا ہوں کہ قوموں کے نظام تمام قسم کے آپس کے تعلقات اس ایک خلق پر چلتے ہیں۔ عدالتیں عدالت نہیں رہ سکتیں اگر اس کو چھوڑدیں۔ دوستی اور رشتہ داری نہیں رہ سکتی۔ ایک خاوند اپنی بیوی کے سپرد گھر کا سب کام کرتا ہے۔ اگر وہ خاوند خیال کرے کہ اس کی بیوی خائن اور بے وفا ہے تو اس کے گھر کا انتظام نہیں چل سکتا۔ یا اگر ایک شخص کسی سے دوستی کرتا ہے اور وہ سمجھ لے کہ یہ میرا دوست دراصل دوست نہیں دشمن ہے تو ایسے شخص کو سچا دوست نہیں مل سکتا۔ اگر کسی آقا میں یہ مرض ہو کہ وہ سمجھے کہ اس کے نوکر وفادار اور کارکن نہیں تو اس کا کارخانہ درہم برہم ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر نوکر یہ سمجھے کہ میں جس شخص کی نوکری کرنے لگا ہوں وہ مجھے تنخواہ نہ دے گا تو پھر وہ کسی کی ملازمت نہ کر سکے گا۔ غرض بد ظنی ہر ایک کام کو برباد کرنے والی ہے۔ اگر مزدور مزدوری کرتا ہے تو حسن ظنی کرتا ہے کہ یہ مجھے میری اجرت دے دے گا لیکن اگر وہ بد ظنی کرے تو وہ شام کو محروم گھر کو جائے گا۔ وہی مزدور کام مہیا کر سکتا ہے جو یہ حسن ظن رکھتا ہے کہ میری مزدوری مل جائے گی۔ کئی دفعہ اس کے پیسے مارے بھی جائیں گے مگر زیادہ تر اس کا خیال یہی ہوگا کہ نہیں مارے جائیں گے۔ اور اس کے مطابق وہ عمل بھی کرے گا۔ اسی طرح جو شخص کسی مزدور کو اپنے کام پر لگاتا ہے اس کو بھی اگر یہی خیال ہو کہ ممکن ہے یہ مزدور غدار ہو تو اس کو مزدور نہیں مل سکتا۔ اگر مجسٹریٹ یہ بد ظنی کرے کہ جو بھی ملزم اس کے پاس آتا ہے وہ ضرور مجرم ہی ہے۔ اس نے ضرور کچھ نہ کچھ کیا ہی ہوگا۔ کسی نے جھوٹا الزام تھوڑا ہی لگایا ہے اس سے سینکڑوں ہزاروں بے گناہ پھانسی پر لٹک جائیں۔ یا اسی طرح اگر مجسٹریٹ یہ بد ظنی کرے کہ تمام الزام لگانے والے جھوٹے ہیں۔ تو بہت سے چور' ڈاکو' قاتل' غاصب تو آزاد ہو جائیں اور وہ لوگ جن کو درحقیقت نقصان پہنچا ہے تباہ ہو جائیں۔ اور ان کی کسی قسم کی داد رسی نہ ہو سکے۔ مجسٹریٹ تبھی انصاف کر سکتا ہے اگر وہ دونوں طرف سے حسن ظن لیکر بیٹھے۔ پھر وہ دونوں کے بیانات پر غور کرے تب وہ حق کو پا سکتا ہے۔ گورنمنٹ نے شک کا فائدہ ملزم کو دیا ہے اور عدالتیں اس اصول کے ماتحت کام نہ کریں تو وہ انصاف کو نہیں پا سکتیں۔ عدالتیں بد ظنی کریں تو کئی جھوٹے بچ جائیں اور سچے سزا پا جائیں۔

غرض جماعتوں اور حکومتوں اور عدالتوں اور دوستیوں اور رشتہ داریوں اور کاروبار کے دیگر شعبوں میں جتنا حسن ظنی کا دخل ہے بد ظنی کا نہیں ہے۔ اور حسن ظنی پر ہی یہ تمام کام چل رہے ہیں۔ ان امور میں جتنا حسن ظنی سے کام لیا جاتا ہے اگر اس کے بجائے بد ظنی ہو تو تمام کارخانے ہی

درہم برہم ہو جائیں۔ شریعت اسلام نے ایسے مواقع پر بھی جہاں بدظنی کے کچھ وجوہ موجود ہوں حسن ظن کرنے پر اپنے امور کی بنیاد رکھی ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک جنگ کے موقع پر ایک مسلمان نے ایک کافر پر حملہ کیا۔ وہ اس حملہ سے بچنے کے لئے کسی درخت کی اوٹ میں ہو گیا۔ مسلمان نے اس کو مجبور کیا کہ وہ درخت سے ہٹ جائے۔ آخر جب کافر نے اپنی جان بچتی نہ دیکھی تو **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** پڑھ لیا۔ بعض نے لکھا ہے کہ چونکہ کفار مسلمانوں کو صابی کہا کرتے تھے اس لئے اس نے کہا کہ میں صابی ہوتا ہوں۔ جس کے دوسرے لفظوں میں یہ معنے ہیں کہ اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں۔ اس صحابی نے اس کو نہ سمجھا اور مار دیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر ہوئی تو آپ اس قدر ناراض ہوئے کہ احادیث میں آتا ہے کہ ایسے کبھی ناراض نہ ہوئے تھے۔ صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ جھوٹا تھا اور بچنے کے لئے مسلمان بنتا تھا۔ اور آپ نے فرمایا **ھل شققت قلبہ ھل شققت قلبہ۔ ھل شققت قلبہ** اے کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا۔ کیا تو نے اس کا دل چیر کر دیکھا تھا۔ چاہے وہ کتنا بڑا قاتل تھا اور اس نے مسلمانوں کو کتنا ہی نقصان پہنچایا تھا۔ بہرحال جب اس نے کہا کہ میں مسلمان ہوتا ہوں تو تمہیں کیسے پتہ لگا کہ وہ جھوٹ بولتا تھا۔

بظاہر حالات دیکھئے کہ اس شخص کے خلاف کس قدر حالات موجود ہیں اور اس کے مقابلہ میں اس صحابی کی بات درست معلوم ہوتی ہے لیکن جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں وہ عقل اور اخلاق کو نظر انداز کرتے ہیں۔ اور جو لوگ عمیق مطالعہ کرنے والے ہیں وہ جانتے ہیں کہ کس طرح بعض دفعہ بجلی کی طرح حالات کھل جاتے ہیں۔ حضرت عمرؓ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مارنے کے لئے نکلے تھے مگر راستہ میں کس طرح مسلمان ہو گئے تھے۔ کیا ایک شخص جو بہت بڑا بہادر ہو اور اس کے مقابلہ میں اٹھارہ سالہ نوجوان نکلے وہ تلوار لے کر اس کے مقابلہ میں آئے اور ایسا حملہ کرے کہ وہ بہادر اپنی حفاظت نہ کر سکے تو کیا یہ ناممکن ہے کہ اس کے دل میں یہ بات پڑ جائے کہ یہ انسانی طاقت نہیں بلکہ کوئی اور طاقت ہے جو ان کے ساتھ ہے اور اس خیال کے ساتھ ہی وہ مسلمان ہو جائے۔ اگر بدظنی نہ ہو تو کیا ایسی استثنائی صورتیں نہیں جن سے اس شخص کے حق میں فیصلہ ہوتا ہے۔ حضرت عمرؓ کے واقعات یہ ہیں کہ وہ تلوار لے کر گھر سے چلے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کریں۔ ایک شخص نے راستہ میں پوچھا تو انہوں نے اپنا ارادہ بتایا۔ اس نے کہا کہ پہلے گھر کی تو خبر لو تمہاری بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔ چنانچہ وہ گئے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔ اتفاق سے وہاں ایک صحابی تھے اور وہ قرآن کریم کی تلاوت کر رہے تھے۔ وہ ڈر گئے۔ جب یہ اندر آ گئے تو انہوں نے اصرار کیا کہ دکھاؤ کیا پڑھتے تھے۔ پہلے تو وہ ٹالتے رہے آخر انہوں نے سختی کی۔ یہاں تک کہ بہن کو مارا اور اس کے

جسم سے خون بہنے لگا۔ تب انہوں نے کہا کہ جو چاہو سو کرو ہم مسلمان ہو گئے ہیں۔ انہوں نے قرآن کریم دیکھنے کے لئے کہا مگر انہوں نے کہا کہ تم ناپاک ہو تم اس کو ہاتھ نہیں لگا سکتے۔ ان کو نہلایا اور پھر قرآن کریم کا ان پر ایسا اثر ہوا کہ آنکھوں میں آنسو آگئے اور مسلمان ہو گئے[۲]۔ کیا عمر جو مکہ کے اشد ترین مخالفین میں سے تھے اور گھر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کرنے کے لئے ہی نکلے تھے ان کے لئے راستہ میں ہی ایسے حالات پیدا نہیں ہوئے کہ جن سے وہ یک دفعہ مسلمان ہو جاتے ہیں۔ پھر کیا وہ بات جو عمر کے لئے ہو سکتی ہے ایک اور کافر کے لئے نہیں ہو سکتی۔

پس اس تعلیم پر عمل کئے بغیر کوئی انتظام نہیں ہو سکتا۔ کوئی جماعت اتفاق سے کام نہیں کر سکتی۔ علاوہ ازیں رشتہ داری' محبت' دوستی' تجارت و حکومت کوئی کام نہیں جو حسن ظن کے بغیر چل سکے۔

افسوس ہے کہ بہت سے سے لوگ ہیں جو حسن ظن سے کام نہیں لیتے اور اسلامی احکام کے ماتحت اس سے فائدہ نہیں اٹھاتے۔ بہت ہیں جو بد ظنی خود کرتے ہیں اور الزام دوسروں پر ڈالتے ہیں۔ یہ بات میں نے آج تمہید کے طور پر کہی ہے۔ آج میں صرف اسی قدر تفصیل پر توجہ دلاتا ہوں اگر توفیق ملی تو اگلے جمعہ اس مسئلہ کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ یہ ایک بڑی عظیم الشان بات ہے اگر اس کی طرف غور کیا جائے تو اس سے بہت سے فوائد مترتب ہو سکتے ہیں۔ اگر تم چاہتے ہو کہ تمہاری جماعت ترقی کرے تو بد ظنی چھوڑ دو۔ اور حسن ظن سے کام لینا شروع کر دو۔ خواہ تم بظاہر کسی قدر مخالف حالات بھی دیکھو تو بھی بد ظنی نہ کرو۔ دیکھو اس صحابی نے بد ظنی کی اس شخص پر جس نے مسلمانوں کو قتل کیا تھا اور جو اس کی تلوار سے بچنے کی حتی الوسع کوشش کر رہا تھا مگر باوجود اس کے اس نے آخر میں اپنے اسلام کا اظہار کیا۔ صحابی نے اس پر بد ظنی کی مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس صحابی پر کس قدر ناراض ہوئے تھے۔ تمہارے پاس کس شخص پر بد ظنی کرنے کے اتنے اسباب نہیں ہوتے مگر تم کرتے ہو۔ اگر تم سمجھو تو یہ بد ظنی ایسی بلا ہے کہ اس سے خدا اور رسول کی ناراضگی ہوتی ہے۔ اپنے اندر حسن ظن کی عادت ڈالو۔ اگر تم حسن ظنی کو نظر انداز کرو گے تو تمہاری جماعت میں ترقی نہ ہوگی۔

اللہ تعالیٰ توفیق دے کہ آپ لوگ اس خلق عظیم کو سمجھیں اور اس کے مطابق آپ کی زندگیاں ہو جائیں۔

(الفضل ۴' ۷ دسمبر ۱۹۲۲ء)

۱۔ مسلم کتاب الایمان باب من مات لایشرک باللہ دخل الجنۃ

۲۔ سیرت ابن ہشام جزو اول حالات اسلام عمر بن الخطاب رضی اللہ